© rasailojaraid.com

جنوبی ایشیاء کے نامور ماہرِ تعلیم

شیخ احمد ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ ــــــ حالات وافکار

پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد☆

سطح ارضی پر ہندوستان بہت پرانا آباد ملک ہے مشہور ہے کہ حضرت آدمؑ یہیں اتارے گئے۔ یہ بہت وسیع ملک ہے کسی زمانہ میں لنکا، برما اور افغانستان بھی اس کا حصہ تھے۔ ہندوستان کے قریب ترین علاقے سندھ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی بسلسلہ تبلیغ اسلام اور اشاعت دین آمد تاریخ کی کتابوں میں مشہور ہے صحابہ کرامؓ کی ہی برکت سے اس خطہ میں اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کا آغاز ہوا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے بعد خلفاء بنی امیہ کے دور میں حجاج بن یوسف کے بھتیجے اور داماد فاتح سندھ محمد بن قاسم کی فتوحات مشہور اور تاریخ اسلام کا معروف باب ہے جن کے حسن اخلاق اور اچھے کردار کی وجہ سے لاتعداد کافر مسلمان ہو گئے اور لوگ اسلام کی تعلیمات اور نظام اخلاقیات سے متاثر ہوئے۔ سلطان سبکتگین اور ان کے صاحبزادے محمود غزنوی کے ہندوستان پر مسلسل حملے اور کامیابیاں اور اس کے نتیجے میں اشاعت اسلام تاریخ اسلام کے درخشندہ ابواب میں سے ہے۔ اسی طرح دیگر سلاطین دہلی کے کارنامے معروف ہیں۔

سلاطین دہلی کے بعد سلاطین مغلیہ کا زمانہ آتا ہے ان کا عہد اسلامی فتوحات اور اسلامی خدمات کا ایک سنہرا دور شمار کیا جاتا ہے خاص طور پر اورنگ زیبؒ عالمگیر کا عہدِ حکومت، ان کا زمانہ عدل وانصاف، مختلف فتنوں کی سرکوبی، باطل قوتوں کی ہزیمت، علم دین اور اہلِ دین کی حوصلہ افزائی اور ترقی کا زمانہ ہے۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ خود ایک مقتدر اور مستند عالم دین تھے اس وجہ سے علماء ومشائخ کی قدردانی اور حوصلہ افزائی میں پیش پیش تھے کیونکہ سونے کی قدر سنار ہی جانتا ہے۔

دور عالمگیری کے ممتاز، خداترس اور ممتاز علماء ومشائخ میں حضرت ملا جیون رحمتہ اللہ کا نام سرفہرست ہے بلکہ ملا جیونؒ کی مزید امتیازی شان یہ تھی کہ خود سلطانؒ ان کے شاگرد تھے اور ان سے سلطان کو باقاعدہ شرف تلمذ حاصل تھا کہا جاتا ہے کہ سلطان اس مقدس نسبت کی وجہ سے ملا موصوفؒ کی بہت عزت واکرام اور احترام کرتے تھے۔ دوسری طرف ملا جیونؒ کی خداترسی، بے غرضی، للّٰہیت اور تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ انھوں نے اس قرب سلطانی

☆ چیئرمین شعبۂ القرآن والسنۃ، کلیۂ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو کبھی بھی حصول دنیا اور اکتساب مال کا ذریعہ نہیں بنایا جیسا کہ اس زمانہ میں روایت تھی بلکہ کہا جاتا ہے کہ آپ دربار شاہی سے سوائے اپنے کھانے اور کپڑے کے اور کوئی وظیفہ وغیرہ نہیں لیتے تھے۔

یہ بات مسلمہ ہے اور ہر پڑھا لکھا آدمی جانتا ہے کہ ہمارے اسلاف ؒ کو اللہ تعالیٰ نے دین، فہم دین اور اشاعت دین کے لیے چنا تھا اور منتخب فرمایا تھا تا کہ خود دین سمجھیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ ورثہ دوسروں تک پہنچائیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ان تمام لیاقتوں اور خوبیوں سے مزین فرمایا جن کی بدولت وہ دین اور علم دین کو خو سمجھیں، اور پھر اپنے اخلاف تک تقریر اور تحریر کی شکل میں پہنچائیں۔

چناں چہ ملا جیون ؒ کا حافظہ قابلِ رشک تھا انھوں نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم زبانی حفظ کیا تھا سچ یہ ہے کہ یہ ملا جیون کے غیر معمولی حافظہ کی بین دلیل کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے معجزہ ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ 22 سال کی عمر میں علوم متداولہ سے فراغت حاصل کر چکے تھے اور باقاعدہ تدریس کا آغاز کر دیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ بلکہ طالب علمی کے زمانہ ہی سے تصنیف و تالیف کا کام بھی شروع کر دیا تھا ''نور الانوار'' جیسی شہرۂ آفاق شرح جو مشرق اور مغرب میں متداول ہے اور مشہور ہے اور پر مغز اور ذخیرۂ علوم ہے، انھوں نے نہایت ہی مختصر مدت میں تحریر فرمائی تھی اور مزید یہ کہ تصنیف کے وقت سب کچھ اپنی یادداشت سے لکھا ہے اس وقت ان کے پاس کوئی معاون کتاب یا کتابیں موجود نہیں تھیں سبحان اللہ! کیا شان تھی ان پاک اور قدسی نفوس کی۔

ملا جیون ؒ کو تفسیر اور اصولِ فقہ سے خاص شغف تھا نور الانوار اور تفسیرات احمدیہ اس کی بین دلیل ہیں۔

ملا جیون کے حالات زندگی کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ آپ بے شمار علمی اور عملی خوبیوں اور کمالات سے آراستہ تھے اور آپ کو متعدد علوم پر دسترس حاصل تھی، یہی وجہ ہے کہ کئی علوم میں آپ کی تصانیف موجود ہیں تفسیر، تجوید، مناقب، تصوف اور اصول فقہ میں آپ کی گراں قدر تالیفات اور مؤلفات موجود ہیں۔ گویا کہ آپ بیک وقت حافظ، قاری، مفسر، محدث، فقیہ، صوفی اور شاعر تھے۔

آیئے علم و عمل کی اس جامع شخصیت کے سوانح پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے ہیں، تا کہ ان کی شخصیت کا کسی قدر اندازہ ہو سکے۔

نام ونسب:

احمد بن ابی سعید بن عبداللہ بن عبدالرزاق بن شاہ مخدوم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''مخدوم خاصہ'' ....اسی طرح یہ نسب نامہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تک جا پہنچتا ہے۔عرف عام میں آپ ملا جیون یا شیخ جیون کے لقب سے مشہور ہیں۔[1]

اصل وطن:

آپ کے اسلاف (آباؤاجداد) کا اصل وطن مکہ مکرمہ ہے مکہ مکرمہ سے آپ کے خاندان کے افراد نے ہندوستان ہجرت کی اور ہندوستان میں لکھنؤ کے مضافات میں رائے بریلی کے ایک چھوٹے سے مگر زرخیز قصبے امیٹھی میں سکونت اختیار کی اور اس کے بعد آپ کا خاندان مستقل وہاں رہائش پذیر ہوا۔[2]

پیدائش:

۱۰۴۸ھ میں ابی سعید کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام احمد رکھا گیا کسے کیا معلوم تھا کہ آگے چل کر یہ بچہ علم وعمل کے آسمان کا چمکتا دمکتا ستارہ ہوگا۔ کسے معلوم تھا کہ یہ بچہ وقت کے اکابرین میں شمار ہوگا۔ عام بچوں کی طرح اس کی بھی نشو ونما ہوئی لیکن اس بچے کی ذہانت اور شوق کا علم اس وقت ہوا جب آپ نے اس عمر میں جس عمر کو عام بچے لہو ولعب میں گزارتے ہیں قرآن مجید حفظ کرلیا اور پورے قصبے میں اس کا چرچا ہوا، ابی سعید کے گھر پیدا ہونے والا بچہ محض سات سال میں حفظ کر چکا ہے اگر چہ یہ بچہ یتیم تھا والد کا انتقال بچپن ہی میں ہو چکا تھا لیکن اپنی ذہانت اور خداداد صلاحیتوں سے یہ عوام کی توجہ کا مرکز بن چکا تھا۔

ہر شخص یہ تمنا لیے ہوا تھا کہ کاش ان کے بچے احمد جیسے لائق اور ذہین ہوں اور آگے چل کر وہ علم وعمل کے بے تاج بادشاہ بنیں لیکن یہ ہر بچے کا مقدر نہیں ہوتا یتیم ہونے کے باوجود پوری قوم آپ کو قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھنے لگی اور والد کی محبت جس سے آپ بچپن میں محروم ہو گئے تھے قوم کے افراد نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لے کر وہ محبت دی کہ آپ کو یہ احساس نہ ہونے دیا کہ آپ یتیم ہیں۔

قوم کی اس محبت نے آپ کو احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہونے دیا اور انہی کی محبت نے آپ کو بام عروج پر پہنچایا اور آگے جا کر یہی بچہ جو ابوسعید کے گھر پیدا ہوا تھا ملا جیون اور شیخ جیون کے نام سے پہچانا جانے لگا اور اس کے سامنے وقت کے بڑے بڑے علماء سر جھکائے کھڑے ہوتے تھے۔ پورے ہندوستان میں آپ کے علم وعمل کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چرچا ہونے لگا اور آپ بحیثیت ایک مفسر و محدث سالک اصولی فقیہہ اور شاعر کے پہچانے جانے لگے اور آپ نے اپنے علم و عمل سے یہ ثابت کیا کہ وہ لوگ کبھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھتے جو اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے علمی و عملی دنیا میں جہد مسلسل کرتے ہوئے آزمائشوں سے نہیں گھبراتے اور نہ عمل کرنے میں سستی دکھاتے ہیں۔ اور یہی جہدِ مسلسل تھی جس نے آپ کو پورے ہندوستان میں شہرت کی راہ پر گامزن کردیا آپ کتاب زندگی کے اوراق برابر الٹ رہے تھے اور ہر آنے والی صبح نیا ورق الٹ دیتی تھی لیکن ہر ورق کے ساتھ ملاجیون کا ایک نیا علمی کارنامہ ان کی شہرت کا سبب بنتا جارہا ہے اور آپ کی کتابِ زندگی میں برابر یہ درج ہورہا تھا کہ دنیا میں کوئی بھی فرد جہدِ مسلسل کے بغیر بام عروج تک نہیں پہنچ سکتا بالآخر آپ نے دیکھا کہ آپ بام عروج کو چھونے لگے اور دنیا آپ کو دیکھنے کے لیے بے تاب ہوتی تھی۔ اہلیانِ علاقہ دیکھنے کے لیے ترستے تھے اس طرح یہ بچہ جو ابوسعید کے گھر پیدا ہوا جس کا نام احمد رکھا گیا جو بچپن میں یتیم ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت، قوم کی محبت اور اپنی محنت نے اسے احمد سے ملاجیون بنا کر بام عروج تک پہنچادیا۔

تعلیم وتربیت:

فرد کی نجات وفلاح اس وقت ہوسکتی ہے جب اس کی صحیح تعلیم وتربیت ہو اور معاشرے کی اصلاح بھی وہ شخص کرسکتا ہے جس کی اپنی تعلیم وتربیت صحیح ہوئی ہو ان دوحقیقتوں پر پختہ یقین رکھنے اور شرح صدر سے جو نکھری ہوئی اسلامی فکر پیدا ہوتی ہے اس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ خدا کی رضا اور آخرت کی فلاح کو یکسوئی اور اخلاص اور صحیح فہم کے ساتھ مقصود بنا کر جو زندگی گذاری جائے وہی کامیاب اور مطلوب زندگی ہے خواہ وہ آرام وآسائش اور خوشی میں گذرے یا مصائب وآلام اور غربت وافلاس، محکومی اور مظلومی میں گذرے یا اقتدار وآزادی میں یا آزمائش وتعذیب میں گذرے یا دنیا کے وسائل وذرائع پر قابض ومتصرف ہوکر دیکھنا یہ نہیں ہے کہ زندگی کس طرح گذری بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ کس کو مقصود بنا کر گذری اس دنیا میں نہ محروم انسانوں کی گنتی ممکن ہے نہ محرومیوں کا شمار ممکن ہے ہزاروں حسرتیں پوری ہونے کے بعد بھی آدمی یہی کہتا ہے۔

بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

لیکن سب سے بڑا محروم وہ ہے جو علم وعمل سے بہرہ ور نہ ہو کیوں کہ تعلیم انسان کو گھٹا ٹوپ اندھیروں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے نکال کر روشنی کی طرف لاتی ہے اور تعلیم ہر انسان کو راہِ ہدایت دکھلاتی ہے اور اسی کے ذریعے انسان راہ ہدایت پر گامزن ہوسکتا ہے تعلیم وتربیت کا اثر ہمیشہ انسان کی زندگی پر مرتب ہوتا ہے صحیح تعلیم وتربیت اور صحیح ماحول انسان کو معلم بنا دیتا ہے اور غلط تعلیم وتربیت انسان کو ضلالت کے تاریک گڑھے میں پھینک دیتی ہے اور ایک ایسے بیابان کی طرف لے جاتی ہے کہ جس بیابان سے واپسی ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتی ہے۔ پھر انسان کو علم وعمل کے گلستان میں داخل ہونا تو دور کی بات ہے انسان کو علم وعمل کا گلستان دیکھنا تک نصیب نہیں ہوتا اور انسان ایسے کانٹے بکھیر لیتا ہے کہ جس کا چننا اس کے لیے مشکل ہوتا ہے۔

پھر انسان صدائیں بلند کرتا ہے لیکن سننے والا کوئی نہیں ہوتا اس طرح اس محروم انسان کی یہ صدا صدا بہ صحرا ثابت ہوتی ہے اور وہ مایوس ہوکر ان اندھیروں سے نکلنے کی ناممکن کوشش کرتا ہے اور ہمیشہ ایک نئی سوچ لے کر جدوجہد کرتا ہے مگر غلط تعلیم وتربیت کی وجہ سے بجائے جنت کی راہ پر گامزن ہونے کے جہنم کی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔

اس لیے انسان اور معاشرے کی اصلاح کے لیے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ انسان کی صحیح تعلیم وتربیت ہو جو انسان کو راہ ہدایت دکھلا سکے۔

اسی طرح انسان کامیابی کی شاہراہ کا مسافر بن جاتا ہے۔ چناں چہ ملاجیون کی کامیابی کا سب سے بڑا راز ان کی صحیح تعلیم وتربیت ہے جس کے نتیجے میں احمد سے ملاجیون بن کر علم وعمل کے آفتاب ومہتاب بنے آپ پر ہمیشہ اساتذہ کی شفقت رہی اور اساتذہ کی دعاؤں اور اپنی محنت کے ذریعے ملاجیون نے بہت جلد ہی معاصرین میں ایک نمایاں علمی مقام حاصل کرلیا چناں چہ آپ نے محض سات سال کی عمر میں کلام پاک حفظ کرلیا اور بقول خود اگرچہ قواعد تجوید وقواعد تہجی اور اعراب سے ابھی صحیح معنوں میں واقف نہیں تھے تاہم الفاظ ان کے جملے اور عبارت صحت سے ادا کرلیتے تھے۔[۱۳] اور لوگ آپ کا منہ تکتے رہتے اور حیران ہوتے تھے کہ یہ بچہ اور یہ ان کا علمی مقام!

حفظ قرآن کے بعد اپنے دور کے معروف علماء کے سامنے زانوائے تلمذ طے کیا اور علوم عالیہ کی تعلیم حاصل کی آپ نے ملا لطف اللہ کوڑہ جہاں آبادی سے فاتحہ فراغ پڑھا۔[۱۴] اور اس عمر میں فراغت حاصل کی جس عمر میں عام طور پر انسان شباب کے گلستان میں قدم رکھ کر شباب کی مستیوں میں کھو کر غافل ہوجاتا ہے اور دنیا و مافیہا سے بے خبر محض اپنی مستیوں میں مگن رہتا ہے۔ جنوں کے عالم میں زندگی گذارتا ہے بہت کم شاذونادر ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اس دور میں اوج ثریا تک پہنچتے ہیں ملاجیون اس شباب کے ابتدائی حسین وجمیل لمحات میں فارغ ہوئے اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وقت آپ کی عمر صرف ۲۲ سال تھی اور یہی وہ عمر تھی جب آپ معاشرے کی اصلاح کے لیے انتھک محنت اور جدوجہد کرنے لگے اور ایسے افراد کی تیاری میں مصروف ہوئے جو معاشرے کو صحیح سمت پر ڈال سکے اور قوم کو تعلیم سے بہرہ ور کر سکے قوم کو صحیح راہ پر گامزن کر سکے۔

محض ۲۲ سال کی عمر میں آپ نے تدریس شروع کی۔

شریعت کے احکامات و آداب کی اتباع اور پیروی کرنے والوں کی تعداد بے شمار ہے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ہے۔ مسلمان اپنی عبرت ناک پستی کے باوجود مذہب کی پیروی اور عبادات سے شغف میں ہر مذہب کے پیروؤں سے آگے ہیں امت مسلمہ میں لاکھوں افراد اب بھی ایسے موجود ہیں جن کی زندگیاں قابلِ رشک حد تک خداترسی اور فرض شناسی کا نمونہ ہیں جن پر سوسائٹی اعتماد کرتی ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلمان تعداد کے اعتبار سے بھی دنیا میں دوسری عظیم اکثریت ہیں لیکن اس جم غفیر میں کچھ افراد کا اتنے بلند مقام پر فائز ہونا یہ محض اللہ کی دین ہے کہ وہ کسی کو غیر معمولی حافظہ سے نواز دیں ملا جیون بھی ان ہی افراد میں سے ایک فرد ہیں جن کو خلاق عالم نے غیر معمولی حافظے کی نعمت سے نوازا تھا۔

حافظہ اور فہم ہی ایسی چیز ہے جو کہ انسان کو یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ اس کی ذات سے دنیا میں کیا پھیل رہا ہے اور لوگ اس سے کیا سیکھ رہے ہیں بھلائی یا برائی اور یہی حافظہ انسان کو مشکل سے مشکل مسائل کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے اور اسے حل کرنے میں معاون ہوتا ہے، یہ ایک عظیم نعمت خداوندی ہے۔

ملا جیون کو اللہ نے غیر معمولی حافظہ سے نوازا تھا کہ لوگ ملا جیون کے حافظے کی مثالیں دیا کرتے تھے ایک بار اگر کوئی قصیدہ سن لیتے تو فوراً یاد ہو جاتا تھا درسی کتابوں پر آپ کو اس قدر عبور حاصل تھا کہ عبارتیں از بر تھیں اور بغیر دیکھے عبارت پڑھا کرتے تھے۔[۵] یہی حافظے کا نتیجہ تھا کہ مشکل سے مشکل مسئلہ فوراً حل کر لیا کرتے تھے اور جہد مسلسل اور تقویٰ کے علاوہ آپ کو اس مقام تک پہنچانے میں پایہ کے حافظے کا نمایاں کردار ہے۔

حج:

۱۰۸۷ھ/۱۶۷۶ء میں آپ اجمیر اور دہلی روانہ ہوئے جہاں آپ نے کافی عرصہ قیام کیا اس دوران آپ وعظ و نصیحت کے میدان میں ایک تجربہ کار شہسوار کی طرح رہے اور خلاق عالم نے آپ کو ہمیشہ کامیابیوں سے ہم کنار کیا،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اچانک آپ کا ارادہ حج کرنے کا ہوا تو ۱۱۰۲ھ/۱۶۹۰ء میں آپ پہلی مرتبہ بیت العزت کی طرف روانہ ہوئے۔[۶]

اس وقت آپ کی عمر مبارک ۵۵ سال تھی کہ آپ نے پہلا حج ادا کیا دوران سفر دکن میں کچھ عرصے کے لیے ٹھہرے اور پھر روانہ ہوئے پانچ سال تک وہاں وعظ ونصیحت کرتے رہے اور لوگ پروانہ وار آپ کی اصلاحی مجالس میں شرکت کرتے تھے خلاق عالم نے آپ کی کوششوں کو وہاں بھی شرف قبولیت بخشا۔

دوسرا حج:

ہندوستان واپس آ کر آپ پھر علمی و اصلاحی میدان میں کارہائے نمایاں انجام دینے لگے اور تشنگانِ علوم نبوت کو سیراب کرنے لگے اور دل میں شوق زیارت دن بدن بڑھتا رہا کہ پھر بیت العزت کی زیارت نصیب ہو گرچہ یہاں اصلاحی کام کرتے رہے لیکن دن بدن یہ شوق بڑھتا رہا اور اسی شوق کے نتیجے میں آپ نے یہ ارادہ کیا کہ ایک بار پھر حج کے لیے مکہ مکرمہ پہنچوں۔

چناں چہ ۱۱۱۳ھ میں دوبارہ حجاز مقدس کے لیے عازم سفر ہوئے اور اس طرح وہاں پہنچ کر ایک سال اپنے والد اور دوسرے سال والدہ کی طرف سے حج بدل ادا کیا اور اس دوران وہاں بغیر کسی شرح و مراجعت کتب کے صحیحین کا درس دیتے رہے اور تشنگان علوم نبوت کو سیراب کرتے رہے اس طرح یہ شوق بھی پورا ہوا اور اسلامی عمل بھی جاری وساری رہا۔

سانحہ ارتحال:

ذی قعدہ ۱۱۳۰ھ ہی سے آپ نے اپنے سانحہ ارتحال کی اطلاع دینا شروع کی جو آپ کے خلوص للّٰہیت وتقویٰ کی بین دلیل ہے آپ اپنے وطن مولود جا کر فوت ہونا چاہتے تھے لیکن انسان سوچتا کچھ ہے اور ہوتا کچھ ہے قضاء وقدر اس کے مخالف تھی وطن مولود میں انتقال کا شوق ٹھاٹھیں مار رہا تھا لیکن خلاق عالم کو یہ منظور نہ تھا چناں چہ آپ کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی اور آپ نے ۸/ ذی قعدہ کو تشنگان علوم نبوت کی پیاس بجھائی اور اس کے علاوہ تمام معمولات انجام دیئے کسے کیا معلوم تھا کہ علم تفسیر، حدیث واصول کا یہ تابندہ سورج غروب ہونے والا ہے کسے معلوم تھا کہ علوم کا یہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اب خاموشی اختیار کرنے والا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہدایت کا یہ چراغ ٹمٹما رہا ہے اور تشنگانِ علوم نبوت اپنے اس روحانی والد سے جدا ہونے والے ہیں۔ اور ملاجیون کی یہ روحانی اولاد یتیم ہونے والی ہے لیکن چشم فلک کو آج یہ بھی دیکھنا تھا کہ اس روئے زمین پر اپنے معاصرین پر فائق یہ شخص آج پیوند خاک ہوگا اور روحانی اولاد دوبارہ اس بحرالعلوم کی آواز نہیں سن سکے گی لیکن چشم فلک نے دیکھا کہ نصف شب گذرنے کے بعد سینے میں تکلیف محسوس ہوئی جو بڑھتے بڑھتے پہلو تک پہنچی فرزند ملا عبدالقادر قریب تھے انھیں بلا کر بتایا کہ وقت آخر قریب ہے اور جامع مسجد کے جنوبی دلان میں لیٹ گئے۔ کلمہ طیبہ ورد زبان تھا اور اس طرح علم و عمل کا یہ سورج جو ہر شخص کو نفع پہنچا رہا تھا جس سے قوموں کی اصلاح ہو رہی تھی بالآخر یہ آفتاب و مہتاب لوگوں کو آنسو بہاتے چھوڑ کر اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

ملاجیون کی علمی خدمات:

قرآن حکیم نور ہدایت ہے جو انسانیت کو فلاح و کامیابی کی راہ پر گامزن کرتا ہے اور گمراہی سے ہدایت کی طرف ظلم سے نور کی طرف سنگلاخ پہاڑوں سے سرسبز و شاداب گلستان کی طرف اور کانٹوں کے بستر سے پھولوں کی سیج کی طرف لے جاتا ہے۔

جس پر عمل انسان کو جہنم سے دور کر کے جنت میں داخل کرتا ہے اور اسے فلاح و کامیابی کی راہ پر گامزن کرتا ہے جو ایسے اصول قواعد وضوابط دیتا ہے کہ جن اصولوں اور قواعد وضوابط پر عمل سے انسان کی زندگی سنور جاتی ہے انسان انسانیت کے دائرے میں آجاتا ہے یہی اصول روحانی مادی اور اخروی کامیابی کی ضمانت ہے یہی اصول زندگی ہیں جنھیں شریعت کی زبان میں احکام کہتے ہیں اسی وجہ سے مسلمان مفکرین کی متفقہ رائے ہے کہ یہ نورِ ہدایت احکام ربانی کا لازوال مجموعہ ہے یہ وہ علم ہے جس میں قرآن مجید کی آیات سے احکام الٰہی مستنبط کیے جاتے ہیں اور اس کا موضوع وہی آیات ہوتی ہیں جو احکامات پر مشتمل ہوں جن میں مسلمانوں کو احکامات دیئے گئے ہوں اس لیے یہ علم اہم ترین قرار دیا جاتا ہے۔

اس لیے کہ احکام الٰہی کا مدعی ان احکامات کی پابندی کرتا ہے اس لیے بقیہ علوم اس علم کے لیے اسباب و ذرائع کا درجہ رکھتے ہیں۔

اور نزول قرآن کا مقصد بھی یہی ہے کہ انسان اپنے خالق کے احکامات سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہو اور اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے لیے اصول کا علم حاصل کرے اس لیے علماء امت نے اس موضوع پر کافی توجہ دی جن میں (۱) امام شافعیؒ (۲) امام ابوبکر جصاص (۳) محمد ابن عبداللہ ابن اعربی (۴) امام قرطبی (۵) امام آلوسی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

اس موضوع پر تقریباً جتنی تصانیف ہیں سب کو مقبولیت عام اور شہرت دوام حاصل ہوئی ہے اور علماء کے ہاں معروف ہیں اور ایسی کتب آج کے اس دور میں بھی متداول اور باعث سند سمجھی جاتی ہیں۔

اور یہ علم تقریباً تمام بلاد اسلامیہ میں معروف ہے اور تمام بلاد اسلامیہ میں اس پر کام ہوا ہے اگر چہ عجم اسلام کے مرکز سے دور تھے اور یہاں کے مسلمان عجمی ثقافت میں پرورش پا رہے تھے لیکن اس کے باوجو. برصغیر کے علماء نے بھی اس پر اہم کام کیا ہے اور وہ قرآن مجید کے اس کام کی سعادت سے محروم نہیں تھے۔ الحمد للہ اس خطے کے رہنے والوں نے ہمیشہ قرآن و حدیث کی مثالی خدمت کی چناں چہ اسی خطے کے نامور عالم دین ملا جیون نے ''احکام القرآن'' کے موضوع پر ایک پُر مغز و قیع اور ایسی کتاب لکھی جسے اگر علمی شاہکار کہیں تو مبالغہ نہ ہوگا جسے بجا طور پر امام جصاصؒ کے احکام القرآن کی توسیع اور اس موضوع پر فقہ حنفی کا شاہکار کہا جا سکتا ہے۔

اور اس تصنیف کا نام ''التفسیرات الاحمدیہ'' رکھا فاضل مصنف نے خود اپنی اس کتاب کا تعارف کروایا ہے چناں چہ ذکر کرتے ہوئے کہا کہ امام سیوطیؒ نے الاتقان میں یہ کہا ہے کہ قرآن حکیم میں پانچ سو احکام کی آیات ہیں اور میں نے یہ بتایا کہ یہ قول امام غزالی کا ہے۔ [8]

خود ملا جیون کا بیان ہے کہ میں نے یہ کتاب سولہ سال کی عمر میں شروع کی جس وقت میں اصول شیخ الحسام پڑھ رہا تھا اور اس دوران میں بہت سی مشکلات سے دو چار ہوا۔ مصائب آئے تکالیف آئیں لیکن ان مصائب میں استقلال کا پہاڑ بنا رہا اور تکالیف کے اس میدان میں تن تنہا کھڑا رہا اور ان مصائب کا مقابلہ کرتا رہا اور اپنا کام بحسن خوبی جاری رکھا اور جب میری عمر اکیس سال ہوئی تو ۱۰۶۹ھ جاری تھا اور اسی سن میں میں نے یہ کتاب بحمد للہ مکمل کر لی۔

اس کا نام التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الآیات الشرعیہ مع تالیفات المسائل الفقہیہ رکھا اور خود مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ مکمل نور ہدایت کی تفسیر نہیں ہے بلکہ صرف احکامات کی تفسیر ہے۔

مصنفؒ نے تفسیر شروع کرنے سے قبل ایک طویل فہرست دی ہے جس میں آیات احکام والی سورتوں کے نام اور مستنبط مسائل کے موضوعات درج کیے گئے ہیں تا کہ استفادہ میں سہولت رہے۔

اگر ہم اس فہرست کا جائزہ لیں تو بہت سی دل چسپ باتیں سامنے آتی ہیں کہ صرف ۵۹ سورتوں میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے آیات احکام کا انتخاب کیا گیا ہے اور اس کتاب میں کل ۲۷ مسائل بیان کیے گئے ہیں اور اس پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے کہ انسان ان کے مطالعہ سے قلبی اطمینان حاصل کر لیں اور مطمئن رہیں اور ان مسائل میں سے ہر مسئلہ ایک آیت دو آیات پر مشتمل ہے بعض جگہوں پر زیادہ آیتوں پر بھی محیط ہے۔ جس سے انسان یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ ملا جیون نے کم وبیش پانچ سو آیات پر تفصیلی بحث کی ہے جن سے احکام اخذ کیے گئے ہیں اور اس کتاب میں تلاوت قرآن کی ترتیب برقرار رکھی گئی اور سورۃ البقرۃ سے کام شروع کیا گیا ہے۔

نیز مصنف رحمتہ اللہ علیہ احکامات کی ہر آیت کے آگے لفظ ''مسئلہ'' کے عنوان سے معنون کر کے بات شروع کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ سابقہ آیات کا مسئلہ اور متعلقہ باتیں اور موضوعات اختتام پذیر ہو کر اک نیا مسئلہ شروع ہو رہا ہے۔

متعلقہ آیات تحریر کرنے کے بعد عموماً ملا جیون آیت کا شان نزول بیان کرتے ہیں اور اس آیت کے بارے میں منقول احادیث نبویہ اور آثار صحابہ اقوال مفسرین واقوال آئمہ کرام نقل کر کے زیرِ بحث موضوع پر دیگر آیات بھی نقل کرتے ہیں۔

صاحب تفسیرات احمدیہ عموماً تمام مسائل میں فقہ حنفی کی تائید کرتے ہیں اور اس کی تائید میں ساری قوت صرف کرتے ہیں صرف ایک مسئلہ ایسا ہے کہ جس میں وہ اسلاف کے مسلک سے الگ رائے قائم کرتے ہیں اس مسئلے کا تعلق وضو سے ہے۔

اس کے علاوہ ملا جیون، علامہ ابن خلدون اور امام ابو بکر جصاص ؒ کی پیروی کرتے ہوئے عموماً امام احمد بن حنبل ؒ کی رائے نقل نہیں کرتے جس سے معلوم ہوتا ہے ملا جیون ؒ امام احمد بن حنبل ؒ کو فقیہ و مجتہد تسلیم نہیں کرتے بلکہ انھیں محدث مانتے ہیں علامہ ابن خلدون ؒ وعلامہ جصاص ؒ کی بھی یہی رائے ہے کہ امام احمد فقیہہ و مجتہد نہیں تھے بلکہ صرف محدث تھے ان کی محدثیت میں شک نہیں لیکن فقہی مسائل میں وہ مجتہد نہیں تھے۔

اگرچہ بعض حضرات نے تو یہ لکھا ہے کہ برصغیر میں احکام القرآن پر صرف یہی کام ہوا ہے لیکن یہ رائے درست نہیں ہے کیوں کہ برصغیر میں احکامات پر ایک احکام القرآن اور بھی لکھی گئی ہے جس کا نام ہے احکام القرآن تھانوی ؒ لیکن ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ کی جو احکام القرآن ہے اس کا ایک الگ اور منفرد انداز ہے اور باذوق آدمی کے لیے اطمینان کا باعث ہے اس کتاب کے لکھنے کے بعد ملا جیون اس صف میں کھڑے دکھائی دیتے ہیں جس صف میں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ امام قرطبی رحمتہ اللہ علیہ امام ابو بکر جصاص رحمتہ اللہ علیہ علامہ آلوسی رحمتہ اللہ علیہ ہیں اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنی احکام القرآن کی تصانیف سے لوگوں کو قرآنی تعلیمات سے روشناس کرار ہے ہیں۔

ملاجیون رحمتہ اللہ علیہ کا زمانہ دسویں گیارہویں صدی ہجری کا دور ہے جبکہ اکثر علوم وفنون مدون ہو چکے تھے اور احکام القرآن کا علم بام عروج پر پہنچ چکا تھا اور اس علم پر متاخرین کا قلم اٹھانا انتہائی مشکل کام سمجھا جاتا تھا اور اس پر قلم اٹھانے کی کوئی بھی ہمت نہیں کرتا تھا اس دور میں ملاجیون رحمتہ اللہ علیہ نے قلم اٹھایا اگرچہ علمی مراکز سے دور تھے اس کے باوجود ملاجیون رحمتہ اللہ علیہ نے اس مشکل کتاب کو مرتب کرنے کے بعد اہلِ علم کی خدمت میں پیش کر کے داد وصول کی اور اللہ نے اسے شرف قبولیت بخشا التفسیرات الاحمدیہ مرتب ہونے کے بعد سے اہلِ علم کے ہاں متداول رہی اور برصغیر میں علوم قرآن کا مطالعہ کرنے والا اس سے صرف نظر نہیں کرسکتا اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے انسان لگا سکتے ہیں کہ مغلیہ دور میں یہ کتاب دینی مدارس میں شامل نصاب رہی البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ جامعیت وسعت اور موضوع کے لحاظ سے یقیناً یہ برصغیر کی پہلی کتاب ہے۔

جس کتاب کا شمار شاہکار کتابوں میں ہوتا ہے اور پورا عالم اسلام اور بلاد اسلامیہ کے مقتدر علماء و پیشوا اس کتاب سے علمی استفادہ حاصل کر کے پیاس بجھاتے ہیں اور اپنے آپ کو علمی سکون پہنچاتے ہیں یہ کتاب برصغیر کے حنفی فقہی ادب کی نمائندہ ہے اور اس کتاب میں تقریباً احناف کے مسلک کو بھرپور طریقے سے واضح کیا گیا ہے اور مکمل تفصیلی دلائل پیش کیے گئے ہیں اور اس مضبوطی کے ساتھ مسلک احناف کو ثابت کیا ہے کہ علماء حیران ہیں۔

التفسیرات الاحمدیہ میں فاضل مصنف رحمتہ اللہ علیہ احکامات کے بیان کے لیے جن آیات کا انتخاب کرتے ہیں ان کے احکامات بتانے کے ساتھ ساتھ فاضل مصنف بہت سے دیگر امور کی طرف اشارہ کرتے ہیں جیسے آیات کا شان نزول ،لغوی بحث وتشریح ، اختلاف قرأت لغوی مسائل ، آیات کی تراکیب اسم اور مسمی کا ایک ہونا یا ان میں مغایرت کا نہ پایا جانا اسی طرح ملاجیون رحمتہ اللہ علیہ علمی اصطلاحات کی مختلف تعریفیں کرتے ہیں جیسے نسخ اور تبدیل کی تعریفیں اور ان کے مفاہیم میں دقیق فرق اور نکات اور لفظ امام کی اصطلاحی تعریف ،زیرِ بحث مسئلے میں ہمیشہ مختلف فقہا کی آراء کا ذکر کرتے ہیں اور بالکل آخر میں آ کر ملاجیون رحمتہ اللہ علیہ **نحن نقول ما فی کتابنا او مافی اصولنا** کہہ کر احناف وغیرہ الفاظ کہہ کر فقہ حنفی کا دفاع کرتے ہیں اور حنفی مسلک کو ثابت کرتے ہیں اور عقلی ونقلی دلائل کا انبار لگاتے ہیں۔

ایشیاء کے راستے جو فقہی ادب برصغیر میں آیا اور برصغیر کے علماء کو میسر آیا تھا ملاجیون نے اسے برصغیر میں نہ صرف پروان چڑھایا بلکہ بام عروج پر پہنچا کر اپنی قیمتی آراء سے بھی مستفید کیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور صرف قیمتی آراء ہی نہیں لکھیں بلکہ متنازعہ مسائل میں قول فیصل ذکر کر کے فیصل کا کردار ادا کیا اور ملاجیون تقریباً تمام طبقوں کے علماء کے لیے متفقہ فیصل ہیں اور انہی کے قول کو قول فیصل تسلیم کرتے ہیں ملاجیون رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تحریروں میں علوم اسلامیہ کے اساسی اور بنیادی کتب سے بھرپورا استفادہ کیا اور کتاب کے مقدمے میں ان کی ایک فہرست فراہم کی ہے جس میں تفسیر، علوم القرآن، فقہ، اصول فقہ، علم کلام اور محدثین اور سیرت کی کتب شامل ہے یہ کتاب خود ملاجیون رحمتہ اللہ علیہ کے کثرت مطالعہ اور تبحر علمی اور قابلیت کی بیّن اور واضح دلیل ہے۔ جس کا اظہار ان کی اس کتاب التفسیرات الاحمدیہ سے ہوتا ہے کہ ملاجیون رحمتہ اللہ علیہ میں کتنی قابلیت تھی چناں چہ ملاجیون رحمتہ اللہ علیہ نے **وهو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعاً** کی تفسیر کرتے ہوئے اور احکامات بیان کرتے ہوئے آٹھ بنیادی مصادر سے استفادہ کیا اور ان مصادر کو خود مصنف رحمتہ اللہ علیہ نے ذکر کیا جن میں مدارک، کشاف، کشف الاسرار، اصول کرخی، احکام القرآن، بیضاوی، ھدایہ اور تفسیر زاھدی شامل ہیں صرف ان مراجع ومصادر سے استفادے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ بہت ساری احادیث سے بھی استفادہ کیا ان کی اسلوب نگارش کو دیکھا جائے اور اس کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مصنف رحمتہ اللہ علیہ عام فہم سادہ اور آسان عربی زبان میں اپنا مدعا کرتے ہیں۔

اصطلاحات کے لغوی واصطلاحی مطالب کے تعین کے بعد مصنف رحمتہ اللہ علیہ اپنے حقیقی موضوع یعنی متعلقہ آیت سے استنباط احکامات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں لیکن وہ اس معاملے میں اپنے متقدمین ابوبکر جصاص جیسے عربی استعارے سے استفادہ کرتے ہیں اور نہ قیل وقال کے ذریعے مکالماتی انداز اپناتے ہیں کہ قاری کو دقت کا سامنا ہو اور وہ مشکلات سے دوچار ہو اور حیران وپریشان ہو بلکہ وہ سلیس اور عربی زبان میں اپنے موقف ومدعا کو واضح کرتے ہیں۔

اس طرح وہ بلیغ اور فصیح انداز میں اپنا بیان قاری تک پہنچاتے ہیں اور لوگ بھی سمجھنے میں دقت محسوس نہیں کرتے اور ان کے اسی اصول کی وجہ سے علماء کے ہاں یہ متداول ہے اور پسندیدہ ہے اور سند کے طور پر **التفسیرات الاحمدیہ** کو پیش کیا جاتا ہے۔

ملاجیون رحمتہ اللہ علیہ کی یہ تفسیر کئی بار چھپ چکی ہے لیکن غالباً پہلی بار یہ فقہی تفسیر ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۶ء میں مطبع اخوان الصفا کلکتہ میں چھپی تھی۔ ۹

بعد میں یہ کتاب مطبع کریمی بمبئی اور مطبع رحیمی دیو بند سے بھی چھپی اور انہوں نے عمدہ انداز میں اسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شائع کیا اس کتاب کا اردو ترجمہ احکام القرآن المعروف قرآن کے فقہی مسائل کے نام سے مکتبہ رحمانیہ وہاڑی سے شائع ہوئی التفسیرات الاحمدیہ اپنے موضوع اور علمی وقعت کی بناء پر اور عربی زبان وادب سے بھرپور ہونے کی وجہ سے برصغیر کی نمائندہ اور اعلیٰ درجہ کی تصنیف ہے لیکن اس کتاب پر تحقیق ہونی چاہیے اور اسے تحقیقی تقاضوں کے مطابق طبع کیا جائے تاکہ قاری اس کے علمی جواہر پاروں سے بآسانی مستفید ہوسکے اور بنیادی طور پر اسے بھی شاملِ نصاب کیا جاسکے اور فائدہ حاصل کیا جاسکے۔

ملاجیونؒ کی ایک اور علمی خدمت (نورالانوار):

ملاجیون رحمتہ اللہ کی یہ وہ کتاب ہے جسے سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی جو ایک عرصے سے برصغیر ہندوپاک میں شامل درس ہے اور جسے اصول فقہ کی ایک معتبر کتاب سمجھا جاتا ہے جس کے حوالوں پر اعتماد اور جسے اصول فقہ میں سند کا درجہ حاصل ہے۔

یہ درحقیقت ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفیؒ کی تالیف ''منارالانوار'' کی شرح ہے۔ اس کتاب کی یقیناً اور بھی بہت سی شروح ہیں لیکن جو قبولیت خلّاق عالم نے نورالانوار کو عطا فرمائی ہے وہ کسی اور شرح کو عطا نہیں فرمائی۔ اس کی مقبولیت کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ درحقیقت اس کی وجہ مصنف رحمتہ اللہ علیہ کی للّٰہیت اور اخلاص ہے کہ مخلص ہوکر اور خالص للہ فی اللہ مصنف رحمتہ اللہ علیہ نے منارالانوار پر شرح لکھی اسی للّٰہیت اور خلوص کی وجہ سے اللہ نے اسے شرف قبولیت بخشا۔

اگرچہ منارالانوار کی ایک شرح خود صاحب منارالانوار یعنی علامہ نسفی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی تحریر فرمائی ہے جس کا نام مصنف رحمتہ اللہ علیہ نے (کشف الاسرار) رکھا۔

باوجود اس کے کہ اس شرح کا متن اور اس متن کی شرح ایک آدمی نے لکھی اور جو خود متن لکھے وہ زیادہ اچھے اور بہتر انداز میں شرح کرسکتا ہے لیکن اس کے باوجود خود مصنف نے جو شرح لکھی اس کو اتنی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی جو مقبولیت نورالانوار کو حاصل ہوئی۔

خصوصیات کتاب (نورالانوار):

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱) نورالانوار عام فہم اور سہل انداز میں لکھی گئی ہے جس کی زبان انتہائی سادہ ہے اور سلیس ہے۔

۲) طرزِ بیان ایسا ہے کہ انسان ایک مرتبہ شروع کرے تو دل نہیں چاہتا کہ ختم کیے بغیر کتاب پڑھنا ترک کردے۔

۳) ملاجیون رحمتہ اللہ علیہ نورالانوار شرح منارالانوار میں جو طریق استنباط اپنایا ہے وہ اتنا سہل ہے کہ ایک عام آدمی جو اصول فقہ کے بنیادی اصولوں سے واقف ہو وہ بھی اس طریقہ استنباط کو سمجھ سکتا ہے۔

۴) نورالانوار کا بیان ایسا کہ نہ اتنا طویل کہ پڑھنے والا اکتا جائے اور نہ اتنا مختصر کہ اس سے عام آدمی تو کیا خواص بھی استفادہ نہ کرسکے یہ ساری خصوصیات اس کتاب میں موجود ہیں اور ان تمام خصوصیات کا خیال رکھتے ہوئے ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ نے نورالانوار لکھی جس کی وجہ سے ملا جیون کی اس کتاب کو شرف قبولیت ملا اور یہ ساری باتیں خود ملاجیون رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نورالانور کے خطبے میں ذکر کی ہیں چناں چہ کتاب کے ابتدا ہی میں جو خطبہ ملاجیون رحمتہ اللہ نے لکھا ہے اس خطبے میں ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ رقم طراز ہیں۔

کہ جب کتاب ''المنار'' کا شمار اصول فقہ کی ان کتابوں میں کیا جانے لگا جو اپنے متن اور عبارت کے لحاظ سے انتہائی مختصر اور اپنے نکات و دقائق اور علوم کو نہایت جامع و مانع ثابت ہوئیں۔ اور سابقہ وہ شارحین جنہوں نے اس سے پہلے منارالانوار کی شرحیں لکھی ہیں ان میں سے کوئی بھی مصنف ایسا نہیں جو حل کتاب میں دیا مشغول ہوا ہو اور وہ بھی غلطیوں سے پاک ہو پھر ان تمام شروح میں بعض شرحین تو انتہائی مختصر ہیں اور بعض شرحین حد سے زیادہ طویل ہیں ان تمام صورتحال کے پیشِ نظر بندہ کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ اس کتاب کی کوئی ایسی شرح لکھی جائے جو اس کی تمام مشکلات کو حل کردے اور اس کی تمام پیچیدگیوں پر قابو پاسکے لیکن ایک طرف دل میں یہ تمنا تھی کہ یہ کتاب حل کی جائے اور دوسری طرف مشاغل کی کثرت تھی کہ اچانک اتفاق سے میں مدینہ منورہ چلا گیا اور وہاں حرمین شریفین میں جو بڑے خطباء موجود تھے اور وہ میرے دوست بھی تھے تو انھوں نے مجھ سے یہ کتاب پڑھوائی اور بندہ نے یہ کتاب پڑھی اور ساتھ ساتھ اس کی شرح تحریر کرنے کے لیے درخواست کی تو میں نے اس درخواست کو قبول کرتے ہوئے اس کی شرح لکھی اور اس وقت جو کچھ میرے ذہن میں متحضر تھا اگرچہ میرے پاس کتابیں موجود نہیں تھیں لیکن جو کچھ دماغ میں تھا اور جو سمجھ میں آیا اس کی مدد سے شرح لکھی جو شرح بعد میں نورالانوار کے نام سے منصۂ شہود پر آئی اور اسے شرف قبولیت ملا۔[10]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چناں چہ تذکرہ نگاروں نے اس شرح کے بارے میں لکھا ہے کہ ملا موصوف نے مدینہ منورہ میں ربیع الاول ۱۱۰۵ھ کو اسے لکھنا شروع کیا اور جمادی الاول ۱۱۰۵ھ کو یہ شرح پایہ تکمیل تک پہنچی اور تعجب کی بات یہ کہ اس شرح کے لکھنے میں کسی امدادی کتب سے بھی استفادہ نہیں کیا اور اس طرح کسی مدد کے بغیر یہ کتاب مکمل کی ہے۔

صاحب نورالانوار کے خطبہ پر تذکرہ نگاروں نے جو بحث کی ہے اس بحث کا خلاصہ یہ تھا کہ ملا جیون بڑے ذہین تھے اور اس بحث سے ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ کی ذہانت اور تبحر علمی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ کتنے بلند پایہ کے قابل اور تبحر عالم تھے کیوں کہ اتنے مختصر عرصے میں اتنی ضخیم کتاب لکھنا ہر شخص کے بس کی بات نہ تھی اور وہ بھی بغیر استفادہ کتب کے محض اپنی ذہانت سے لکھنا یہ اس بات کی دلیل ہے اللہ نے ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ کو غیبی علم دیا تھا اور اسی علم لدنی کا یہ کمال تھا کہ ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ نے نورالانوار لکھی یہ وہ علم ہے جو علم اللہ خواص کو عطا فرماتا ہے ہر کسی کو اس کا استحقاق نہیں ہوتا اس کے مستحق وہ افراد ہوتے ہیں جن کے دل میں خوف خدا ہو اور تقویٰ ہو، خشیت سے بھرپور ہو تو ان پر رب العزت علم و بصیرت کے دروازے کھول دیتا ہے یہ حضرت ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ کی خصوصیات ہیں کہ اللہ رب العزت نے علم و بصیرت ان کو عطا فرمائی اور اسی علم کی بدولت نورالانوار لکھی گئی۔

ملا جیون بحیثیت ایک شاعر:

ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ ایک بلند پایہ مفسر تھے اور اس کی مثال ان کی تفسیر تفسیرات احمدیہ ہے اسی طرح ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ ایک بلند پایہ اصولی بھی تھے اور اصول فقہ میں نورالانوار ایک علمی شاہکار ہے بالکل اسی طرح ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ ایک نفیس اور بلند پایہ اور باذوق شاعر تھے اور آپ کو اشعار سے خصوصی دلچسپی اور شغف رہا آپ نے ملا رومؒ کی تینوں مثنوی کی طرز پر ایک مثنوی لکھی جس میں چھ دفتر تھے اور اس میں کم و بیش ۲۰ ہزار اشعار تھے جو ان کی شعر و شاعری سے شغف پر بین دلیل ہے کہ آپ ایک باذوق شاعر بھی تھے۔

ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ نے حافظ شیراز کے طرز پر بھی پانچ ہزار اشعار کہے اسی طرح ملا موصوف نے قصیدہ بردہ شریف کے طرز پر گیارہ سو بیس اشعار کا قصیدہ تحریر کیا ہے جو جدا ہے اور پھر جس وقت حرمین شریفین کی زیارت سے مستفید ہو رہے تھے اس وقت اس کی ایک تفصیلی شرح بھی لکھ ڈالی۔ ۱۱ جو خاص و عام میں معروف ہوئی یہ وہ زمانہ تھا کہ صحیح شاعر نادرالوجود تھے لیکن اس کے باوجود ایسے نفیس اور باذوق شاعر کا اتنی کثیر تعداد میں اشعار کہنا یقیناً کرامت ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ جس وقت زیارت حرمین شریفین سے بہرہ ور ہو رہے تھے تو آپ نے کئی عربی قصیدے لکھے جن قصائد پر اہلِ عرب سے آپ نے بار بار داد وصول کی کہ عجمی ثقافت اور عجمی سرزمین سے پیدا ہونے والا ایک شخص فصیح و بلیغ عربی میں ایسے اشعار لکھ رہا ہے کہ جو اشعار اہلِ عرب کے لیے لکھنا مشکل ہے۔

چناں چہ ان کے طرزِ بیان ادب اور منظوم کلام پر بیشتر عرب علماء نے خراجِ تحسین پیش کیا اور آپ کے یہ اشعار عربی ادب کا گراں قدر سرمایہ ہیں۔

ملا جیون بحیثیت ایک سالک:

ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ کا جو زمانہ تھا یہ زمانہ برصغیر ہند و پاک میں تصوف کا زمانہ تھا اور تصوف بام عروج کو چھو رہا تھا ہر ذی علم شخص تصوف سے وابستہ تھا اور کسی نہ کسی طریقے سے وہ تصوف کے میدان میں تصوف کے منازل طے کر رہا تھا کہ اچانک ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ ہندوستان واپس تشریف لائے اگر چہ آپ نے تصوف کے میدان میں تازہ تازہ قدم رکھا تھا اور آپ اس میدان میں نو وارد تھے اس میدان میں بڑے بڑے شہسوار اپنی قسمت آزما رہے تھے لیکن آپ نے صرف دو سال کے عرصے میں حضرت شیخ یاسین بن عبدالرزاق قادری سے خرقہ خلافت حاصل کر کے اس میدان میں چلنے والے تمام لوگوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا اور وہ جو اس میدان کے شہسوار سمجھے جاتے تھے وہ آپ کی قدر کرنے لگے اس طرح آپ تصوف کے میدان میں ایک چمکتے دمکتے ستارے کی طرح آئے۔

اس خرقہ خلافت کے حصول کے بعد ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ اپنے مریدین کے ہمراہ واپس دہلی آئے اور درس و تدریس میں مشغول ہوئے الغرض ملا جیون نے جس میدان کارزار میں قدم رکھا ہے وہ اس میدان کے شہسوار بنے اور ایسے چمکتے ستارے کی طرح ابھرے ہیں زمانہ اس کی مثال دینے سے عاجز ہے۔

اصول فقہ کی طرف توجہ کی تو امام بنے۔ تفسیر کی طرف توجہ کی تو پوری قوم آپ کی طرف متوجہ ہوئی۔ تصوف کی راہ میں قدم رکھا تو ہندوستان کے وہ لوگ جو اپنی پیاس بجھانا چاہتے تھے سب آپ کی طرف متوجہ ہوئے الغرض ہر میدان میں آپ نے وہ کارنامہ ہائے انجام دیئے برصغیر کے علماء اس پر حیران ہوئے کہ اتنے مختصر عرصے میں ہر میدان کا شہسوار بننا صرف ناممکن ہی نہیں بلکہ محال بھی تھا لیکن ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ سے اللہ نے کام لینا تھا تو ہر میدان میں ترقی عطا فرمائی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملاجیون اور دربار شاہی:

صاحب آئینہ اودھ شاہ سید عبداللہ ابوالحسن مانک پوریؒ نے یہ بات نقل کی ہے کہ ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ کے والد نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے دونوں بیٹوں (ملاجیون رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے برادر حقیقی ملا بوڈھن) کی انگلی پکڑے ہوئے جا رہا ہوں کہ اچانک ایک طرف سے ایک سور دوڑتا ہوا قریب آیا میں نے ملا بوڈھن کو گود میں اٹھا لیا اور ملاجیون رحمتہ اللہ علیہ کو چھوڑ کر چلا گیا جب بیدار ہوئے تو بہت متأسف ہو کر فرمایا کہ سور کے چھونے کا مطلب دنیا میں ملوث ہونا ہے بوڈھن اس سے بچ گیا۔۲۱چناں چہ ایک زمانہ آیا کہ ملاجیون رحمتہ اللہ علیہ دربار شاہی سے وابستہ ہوا تو گویا والد کا یہ خواب سچا ہوا اگر چہ مؤرخین نے ملاجیون رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے آپ شاہی دربار سے صرف اپنے کھانے اور کپڑے کے علاوہ اور کوئی چیز وصول نہیں کرتے تھے لیکن دربار شاہی سے وابستگی درحقیقت دنیا سے وابستگی ہے۔

چناں چہ سوانح لکھنے والوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے جب چالیس سال کی عمر میں دہلی کی جانب رخت سفر باندھا اور اجمیر شریف سے ہوتے ہوئے دہلی پہنچے تو درس وتدریس شروع کی اور ایک غلغلہ ہوا کہ اس طرح کا ایک عالم آیا ہے۔ جو ہر فن مولا ہے تمام فنون پر اسے دسترس حاصل ہے اور علوم عقلیہ کا شہسوار اور علوم نقلیہ کے دریا کا تیراک ہے اور آپ کی یہ شہرت دور دراز علاقوں تک پھیل گئی۔

اور لوگ جوق در جوق علمی پیاس بجھانے کی غرض سے آپ کے پاس آنے لگے اور عوام وخواص آپ کے حلقہ درس میں شریک ہونے لگے تو کسی نے شاہ جہاں کو بتایا۔شاہ جہاں نے جب آپ کی علمی شہرت سنی تو آپ کو اپنے بیٹے عالمگیر کا استاد مقرر کیا۔تاکہ عالمگیر کی صحیح اسلامی تربیت کی جاسکے اور وہ بعد میں جا کر امورِ سلطنت صحیح اسلامی قوانین کے مطابق چلاسکیں یہ اعزاز ہندوستان میں آپ کو حاصل رہا کہ مستقبل کے بادشاہوں کی تربیت آپ نے کی اور اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ عالمگیر ایک صحیح منصف عادل حکمران ثابت ہوا۔

ملاجیونؒ علماء امت کی نظر میں:

ملاجیون کے بلند پایہ علمی کارناموں کو علماء امت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ہمیشہ ملاجیونؒ کے علمی کارناموں کو بطور سند پیش کرتے ہیں چناں چہ تذکرہ مصنفین کے مصنف اختر راہی ملاجیون رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں رقم طراز ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''کہ ملا جیون نے پوری زندگی درس وتدریس، تصنیف وتالیف میں گذاری سلسلہ قادریہ میں مرید بھی ہوئے اور خلعت خلافت بھی حاصل کی۔''

مولانا آزاد بلگرامی کی یہ رائے بھی کم وقعت نہیں رکھتی کہ:

حاصل کلام الہٰی و در دانش عقلی ونقلی بحرلا متناہی

کہ آپ عقلی ونقلی دلائل کے بحر لا متناہی بحر ناپید کنار تھے یعنی اگر علوم نقلیہ کی بات آتی تو دریا بہا دیتے۔ اور اگر علوم عقلیہ کی کوئی بات ہوتی تو آپ ایسے دلائل دیتے ہر بات کہ موتی آب دار ہوتی تھی۔

چناں چہ تاریخ ملت کے مصنف مفتی زین العابدینؒ ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں رقم طراز ہیں۔

شیخ احمد معروف بہ ملا جیون امیٹھویؒ وفاتحہ فراغ از ملا لطف اللہ گوروی گرفت آوزکشش طالع اورا بہ خلد مکان رسانید وسلطان خدمت اوتلمذ کرد وایام زندگانی بہ شغل درس وتحریر وتصانیف صرف ساخت سن وفات ۱۱۳۰ھ ہے۔۱۳

مفتی زین العابدینؒ فرماتے ہیں: کہ ملا جیون نے ابتدائی کتب کی تعلیم ملا لطف اللہ گوروی سے حاصل کی اور اس طرح علمی آسمان کے آفتاب ماہتاب بن گئے اور ان کی علمی خدمات کو دیکھتے ہوئے سلطان نے ان کی شاگردی اختیار کی آپ نے اپنی پوری زندگی درس وتدریس اور تحریر وتصانیف میں گذاری بالآخر ۱۱۳۰ھ کو علمی دنیا کا یہ عظیم محقق وعالم دین اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کر گئے۔

اسی طرح ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں اسلامی انسائیکلو پیڈیا کے مصنف سید قاسم محمود صاحب رقم طراز ہیں۔

آپ نے اکیس سال کی مختصر عمر میں علوم عقلیہ وعلوم نقلیہ کی تکمیل کی اورنگ زیب عالمگیر نے آپ کی علمی خدمات کو دیکھتے ہوئے آپ کو اپنے اساتذہ میں شامل کیا اور وہ آپ کی بہت عزت وتکریم کیا کرتے تھے اس کے علاوہ شاہ عالم بہادر شاہ اول بھی اپنے والد محترم کی طرح آپ کی بہت عزت کرتے تھے اس کے علاوہ آپ کے تفسیری نکات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو فقہ میں بہت مہارت تھی علم کی تحصیل سے فراغت کے بعد آپ نے اپنے آبائی شہر میں تدریس شروع کی ۱۰۸۷ھ/۱۶۷۶ء میں آپ اجمیر و دہلی روانہ ہوئے اور یہاں کافی عرصہ قیام کیا اس قیام کے دوران آپ وعظ اور نصیحت، تعلیم وتدریس میں مشغول رہے۔۱۴

۱۱۰۲ھ/۱۶۹۰ء میں پہلی مرتبہ مکہ معظمہ حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اور پانچ سال وہاں قیام کیا اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ نے اپنی پوری زندگی درس وتدریس تصنیف وتالیف میں صرف کی اصول فقہ میں نورالانوار شرح المنار آپ کی زندہ یادگار ہے جس سے دنیا کا بچہ بچہ بخوبی واقف ہے کتاب آپ نے مدینہ میں قیام کے دوران صرف دو ماہ میں لکھی ہے۔

نیز ہندوستان میں سب سے پہلے احکام القرآن کے موضوع پر التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الآیات الشرعیہ مع تالیفات المسائل الفقہیہ آپ ہی نے تالیف کی جس میں قرآن مجید کے کم وبیش پانچ سو آیات کی تشریح و توضیح حنفی نقطۂ نگاہ سے کی ہے اور لطف یہ ہے کہ یہ موصوف کے دورِ طالب علمی کی تصنیف ہے۔ ان کے علاوہ دیگر تالیفات یہ ہیں۔السوانح یہ لوائح جامی کی طرز پر ہے جس کو آپ نے حجاز کے دوسرے سفر میں تالیف کیا مناقب الاولیاء یہ امیٹھی کے آخری زمانہ قیام کی تصنیف ہے' آداب احمدی'' سیر وسلوک میں ہے جو آپ نے ابتداءعمر میں لکھی تھی۔[١٦]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قیام کے بعد ۱۱۰۷ھ/۱۶۹۰ء میں ہندوستان واپس تشریف لائے اور ہندوستان واپس آ کر سرکاری ملازمت اختیار کی اور تقریباً چھ سال تک اورنگ زیب کے افسروں کے ساتھ رہے جو اس زمانے میں دکن کی ریاستوں میں برسرِ پیکار تھے۔

۱۱۱۱ھ/۱۷۰۰ء میں واپس امیٹھی پہنچے یہاں پر دو سال قیام کیا اس قیام کے دوران آپ کو اپنے شیخ یاسین بن عبدالرزاق قادری سے خرقہ خلافت عطا ہوا۔

اس کے بعد آپ نے کثیر تلامذہ کے ساتھ دہلی کا رخ کیا اجمیر میں شاہ عالم اول سے ملاقات ہوئی وہ آپ کو اپنے ہمراہ لاہور لے آیا شاہ عالم کی وفات کے بعد آپ دوبارہ دہلی روانہ ہوئے اور تعلیم وتدریس میں مشغول ہوئے وہیں ایک مدرسہ قائم کیا اور وہیں انتقال ہوا۔

۴) سہ ماہی المیزان کے مدیر آپ کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ ملا جیون کی تصنیف التفسیرات الاحمدیہ ایک بلند پایہ علمی کتاب ہے جو غالباً اپنے موضوع پر واحد کتاب ہے جو برصغیر میں لکھی گئی اس طرح احکام القرآن جیسے دقیق اور مشکل موضوع پر کتاب لکھنے کے بعد ملا جیون اس صف میں کھڑے نظر آتے ہیں جہاں امام شافعی، امام جصاص امام قرطبی کھڑے ہیں اور اپنی مایۂ ناز تصنیف احکام القرآن کے ذریعہ مسلمانان عالم کو قرآنی تعلیمات سے روشناس کرار ہے ہیں۔

ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ کا زمانہ دسویں اور گیارہویں صدی ہجری کا ہے جب تک اکثر علوم وفنون مدون ہو چکے تھے اور احکام القرآن کا موضوع اپنے عروج کو پہنچ چکا تھا اس دور میں اس اس موضوع پر قلم اٹھانا آسان کام نہیں تھا علمی مراکز سے دور ہونے کے باوجود ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ نے اس مشکل موضوع پر کتاب مرتب کی اور اہلِ علم کی خدمت میں پیش کر کے قبولیت کی سند پائی۔

چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ التفسیرات الاحمدیہ کے ترتیب پانے کے بعد سے یہ کتاب اہلِ علم میں متداول رہی اور برصغیر میں قرآن کا مطالعہ کرنے والا کوئی شخص اس کتاب سے صرف نظر نہیں کرسکتا اس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ مغلیہ دور میں یہ کتاب دینی مدارس میں شامل نصاب رہی ہے۔

اپنی جامعیت وسعت اور موضوع کے لحاظ سے یہ کتاب برصغیر کی پہلی کتاب ہے جس کا شمار شاہکار کتابوں میں ہوتا ہے اور پورا عالم اسلام اس علمی تصنیف سے استفادہ کرتا ہے۔ ۱۵

۵) صاحب ظفرالمحصلین نے آپ کے بارے میں لکھا ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالہ جات

۱۔ محمد حنیف گنگوھی، ظفر المحصلین، کراچی، دارالاشاعت، ص ۲۱۷، س۔ن

۲۔ جمیل احمد، قوت الاخیار، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ص ۱۳، ۱۹۹۶ء

۳۔ اختر راہی، تذکرہ مصنفین درس نظامی، کراچی، دارالاشاعت ص ۵۱، س۔ن

۴۔ اسلام الحق، مشکوۃ الانوار، کراچی، میر محمد کتب خانہ، ص ۲، ۱۹۸۶ء

۵۔ اختر راہی، تذکرہ مصنفین درسِ نظامی، محولہ بالا، ص ۵۲۔ س۔ن

۶۔ سید قاسم محمود، اسلامی انسائیکلو پیڈیا، کراچی شاہکار گرافکس، ص ۶۹۹، س۔ن

۷۔ اختر راہی، تذکرہ مصنفین درس نظامی، محولہ بالا، ص ۵۳

۸۔ محمد امین شہیدی (مدیر اعلیٰ) سہ ماہی اردو مجلہ المیزان، اسلام آباد، ص ۱۲۰، جلد نمبر ا جمادی الاول تا رجب

۹۔ المیزان محولہ بالا، ص ۱۳۰

۱۰۔ ملا جیون، احمد بن ابی سعید، نور الانوار، کراچی، ایچ، ایم، سعید اینڈ کمپنی، ص ۱۴، ۱۹۹۱ء

۱۱۔ الفرقان، انڈیا، ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ بحوالہ تذکرہ مصنفین درس نظامی، ص ۵۵

۱۲۔ اختر راہی، تذکرہ مصنفین درس نظامی، محولہ بالا، ص ۲۱۹

۱۳۔ مفتی زین العابدین، تاریخ ملت، کراچی، اشرف برادران ص ۱۴۱، ۷، جلد نمبر ۳ ۱۹۹۱ء

۱۴۔ سید قاسم محمود، اسلامی انسائیکلو پیڈیا، محولہ بالا، ص ۶۹۹

۱۵۔ محمد امین شہیدی (مدیر اعلیٰ) المیزان، محولہ بالا، ص ۱۲۸

۱۶۔ محمد حنیف گنگوھی، ظفر المحصلین، محولہ بالا، ص ۲۱۹

© rasailojaraid.com